49016-اللہ تعالی کے لیے عبودیت کی حقیقت

سوال

میں نے سوال نمبر (11804) کے جواب میں پڑھا ہے کہ : انسان کو پیدا کرنے کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالی کی عبادت ہے ، تو کیا آپ عبادت کی حقیقت کی وضاحت فرمائیں گے ؟

پسندیدہ جواب

عبادت کی لغوی تعریف :

لغت میں عبادت عاجزی وانکساری اور تابعداری کو کہتے ہیں ، عرب کا قول ہے : ھذا الطریق معبد " یعنی زیادہ چلنے اور پاؤں سے زیادہ روندھا ہوا.

لیکن شرعی اصطلاح میں عبادت کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے :

اول :

بندے کا فعل جیسے کوئی شخص نماز ادا کرے یا زکاۃ ادا کرے تو اس کا یہ فعل عبادت کہلائے گا ، علماء کرام نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے :

اللہ تعالی کی محبت رکھتے ہوئے اور اس کا خوف اور اس سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے کوئی فعل کرکے اللہ تعالی کی اطاعت کی جائے یا اس کا حکم مانا جائے اور اس کے منع کردہ کام سے رکا جائے.

دوم :

جس کام کا حکم دیا گیا ہے وہ کام عبادت ہے اگرچہ اسے کوئی بھی ادا نہ کرتا ہو جیسے کہ نماز اور زکاۃ ذاتی طور پر ایک عبادت ہیں ، علماء کرام نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے :

عبادت ایسا جامع اسم ہے جو ہر چیز جسے اللہ تعالی پسند کرے اور اس پر راضی ہو چاہے وہ اقوال ہوں یا افعال ظاہری ہوں یا باطنی.

ان مامورات کو عبادت کا نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ مکلف اشخاص ان افعال کو عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنے پروردگار کے لیے ادا کرتے ہیں ، لھذا اللہ تعالی کی عبادت کرتے وقت اس کی کمال محبت اور اللہ سبحانہ وتعالی کے سامنے مکمل عاجزی وانکساری کا ہونا ضروری ہے .

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے جن وانس کی پیدائش کا مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ صرف اور صرف اس وحدہ لاشریک کی عبادت کریں ، اس مقصد کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

.{اور میں نے تو جن وانس کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا فرمایا ہے}. الذاریات (56).

لھذا ہم اس غرض وغایت اور اس ھدف تک کیسے پہنچیں گے ؟

بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ عبادت اس سے آگے نہیں کہ صرف کچھ اسلامی شعائر کے مجموعہ پر عمل پیرا ہوجائیں جن کا حکم اللہ تعالی نے ہمیں دے رکھا ہے مثلا نماز، روزہ، حج اور زکاۃ وغیرہ اس کے اوقات میں ادا کردیا جائے تو اسی کو عبادت کہتے ہیں، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں جس طرح ان لوگوں نے خیال کر رکھا ہے.

لھذا ان اسلامی شعائر اور عبادات کے کاموں میں دن اور رات کا کتنا حصہ صرف ہوتا ہے؟ بلکہ انسان کی عمر کا کتنا حصہ صرف ہوتا ہے؟

اور پھر اس طرح باقی عمر کہاں؟ اور بقیہ طاقت کہاں؟ اور باقی وقت کہاں صرف ہوا؟ یہ سب کچھ کہاں صرف ہوتا اور کہاں جاتا ہے؟

کیا عبادت میں صرف ہوتا ہے یا پھر کسی اور چیز میں؟ اگر تو عبادت کے علاوہ کہیں اور صرف ہوتا ہے تو پھر انسانی وجود کی غرض وغایت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے کہ یہ مکمل اور صرف اللہ تعالی کی عبادت کے لیے ہے؟

اور پھر اللہ تعالی کا یہ فرمان کس طرح ثابت ہوگا؟

.{کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے}.الانعام (162).

بلاشبہ عبودیت ایک ایسا قضیہ اور معاملہ ہے جو مسلمان کی مکمل زندگی کو شامل ہے، لھذا جب وہ رزق کی تلاش میں روئے زمین میں گھومتا پھرتا ہے تو یہ رزق کی تلاش اور اس کا گھومنا بھی عبادت ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے اس کا حکم مندرجہ ذیل فرمان میں دیا ہے:

ارشاد باری تعالی ہے:

.{تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو اور اللہ کی روزیاں کھاؤ اور اسی کی طرف تمہیں جی کر دوبارہ اٹھنا ہے}.الملک (15).

اور جب مسلمان شخص نیند کرتا اور سوتا ہے تو اس لیے کہ اللہ تعالی کی عبادت کے لیے اپنی طاقت بحال کر سکے جیسا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کا کہنا ہے:

"میں اپنی نیند میں بھی اسی طرح اجر وثواب کے حصول کی نیت کرتا ہوں جس طرح اپنے بیدار ہونے میں اجر وثواب کی نیت رکھتا ہوں" صحیح بخاری حدیث نمبر (4342).

یعنی جس طرح قیام اللیل میں اجر وثواب کی نیت کرتے اسی طرح نیند میں بھی اجر وثواب کے حصول کی نیت کرتے تھے، بلکہ مسلمان شخص تو اس کے علاوہ کسی بات پر راضی ہی نہیں ہو سکتا کہ اس کے نکاح اور کھانے پینے اور نفع حاصل کرنا یہ سب کچھ اس کی حسنات اور نیکیوں میں شامل ہوں، جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نے بھی فرمایا:

"اور تمہارے ہر ایک کے ٹکڑے میں صدقہ ہے، تو صحابہ کرام نے عرض کی: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا جب کوئی ہم میں سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اس میں اس کے لیے اجر بھی ہے؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اچھا تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر اسے حرام کام میں استعمال کرے تو کیا اسے گناہ ہوگا؟

تو صحابہ کرام نے عرض کیا: جی ہاں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تو اسی طرح اگر وہ حلال کام میں استعمال کرے تو اسے اجر وثواب ملے گا" صحیح مسلم حدیث نمبر (1006).

اوراس عظیم مرتبہ تک پہنچنے کی راہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رب اور پروردگار کو ہر حال میں اپنے سامنے رکھے اورزندگی میں وہ جو کام بھی سرانجام دے رہا ہو تو اسے یہ سمجھنا اوراسے یقین ہونا چاہئے کہ اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے آیا وہ یہ کام پسند بھی کرتا ہے اوراس سے راضی ہوگا یا ناراض ؟ لھذا اگر وہ کام اللہ تعالی کو راضی کرنے والا ہے اوراسے پسند ہے تو مسلمان کواس کام پر اللہ تعالی کا شکراوراس کی تعریف کرنی چاہیے اورخیر و بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے اورزیادہ کام کرے۔

اوراگر وہ کام اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی والا نہیں تو پھر اسے توبہ اوراستغفار کرنی چاہیے جیسا کہ متقی اورپرہیزگاروں کا شیوہ اورطریقہ ہے جن کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا :

.{اوروہ لوگ جب کوئی برائی اورفحش کام کا ارتکاب کرلیتے ہیں یا پھر اپنے آپ پر ظلم کربیٹھتے ہیں تواللہ تعالی کا ذکر کرتے اوراپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اوراللہ تعالی کے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے، اورانہوں نے جو کچھ کیا ہے اس پر وہ اصرار نہیں کرتے اورانہیں علم ہوتا ہے، یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی جانب سے مغفرت اور بخشش اورایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور عمل کرنے والوں کا یہ بہت ہی اچھا بدلہ اوراجر وثواب ہے}. آل عمران (135-136).

ہمارے اسلاف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اوران کے بعد میں آنے والوں کی حس میں عبادت اسی طرح تھی انہوں نے کبھی بھی تعبدی شعائر کے دائرے میں اس عبادت کو محصور کر کے نہیں رکھا تھا کہ ان لحظات جن میں وہ ان دینی پر شعائر کو سرانجام دیتے صرف انہیں ہی عبادت گردانیں اوریہی لحظات عبادت کے ہوں، اوران کی زندگی کے باقی اوقات عبادت سے خارج ہوں، ایسا نہیں تھا بلکہ ان میں سے ہر ایک کی مکمل زندگی عبادت تھی، یہ دینی شعائر تو ایسے خاص لحظات ہیں کہ ان کی ادائیگی کے لحظات واوقات میں انسان کی ایمانی طاقت میں اضافہ ہوتا ہے جو اس سے باقی مطلوبہ عبادات کی ادائیگی میں مدومعاون ثابت ہوتے ہیں.

اوراسی لیے وہ اس کا خاص اہتمام کرتے اورخیال رکھتے تھے جس طرح ایک مسافر اپنے زادراہ کا خیال کرتا ہے جو اس کے سفر میں مدومعان ثابت ہو اوراس لحظے کا خاص کرخیال کرتا ہے جس میں اسے یہ زادراہ ملتا ہو.

وہ حقیقتا ایسے ہی تھے جس طرح ان کے رب نے ان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا :

.{وہ اٹھتے بیٹھتے اوراپنے پہلوؤں کے بل بھی اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہیں}. آل عمران (191).

یعنی وہ اپنی ہر حالت میں اپنی زبان کو اللہ تعالی کے ذکر سے تررکھتے تھے اوراس کے ساتھ دل کو بھی جمع کرتے اورذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی کی خشیت اوراس کا ڈراورخوف ہر وقت ان کے دل میں حاضر اور موجود رہتا جب بھی کوئی عمل کرتے وہ اس خوف اورڈر کو اپنے دل میں رکھتے، یا پھر کوئی بات بھی کرتے تو پھر بھی اللہ تعالی کی عظمت ان کے دل میں ہوتی اورخوف چھایا رہتا تھا، لھذا ان میں سے جب کوئی غافل ہوجاتا یا غلطی کربیٹھتا تو ان کا حال بالکل ایسا ہی ہوتا جیسا کہ اللہ تعالی نے مندرجہ بالا سورۃ آل عمران کی آیات میں بیان فرمایا ہے.

اللہ تعالی آپ کو توفیق سے نوازے آپ یہ علم میں رکھیں کہ ہر انسان اپنی فطرت کے ساتھ عبادت کرتا ہے، یعنی وہ فطرتی طور پر عبادت کے لیے ہی پیدا ہوا ہے یا تو وہ بغیر کسی شریک کے صرف اللہ تعالی ہی کی عبادت کرتا ہے یا پھر اللہ تعالی کے علاوہ کسی اورکی عبادت کرنے لگ جاتا ہے، لھذا اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور شریک کرنے والا اوراللہ کے علاوہ کسی اورکی عبادت کرنے والا دونوں ہی برابر ہیں! اوراللہ تعالی نے اس عبادت کو "شیطان کی عبادت" کا نام دیا ہے، کیونکہ اس نے شیطان کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس کی بات پر لبیک کہا ہے.

فرمان باری تعالی ہے :

.{اے آدم کی اولاد کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بلاشبہ وہ تمہارا کھلا اور واضح دشمن ہے، اور تم صرف میری ہی عبادت کرو یہی سیدھا راہ ہے}.یس (60).

اور صرف اللہ تعالی کی عبادت کرنے والے اور شیطان کی عبادت کرنے والے شخص کی زندگی برابر نہیں ہو سکتی :

فرمان باری تعالی ہے :

.{اچھا وہ شخص زیادہ ہدایت والا ہے جو اپنے چہرے کے بل اوندھا ہو کر چلے یا وہ جو سیدھا (پاؤں کے بل) راہ راست پر چل رہا ہو}.الملک (22).

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالی ہے :

.{کہہ دیجئے کیا نابینا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہو سکتی ہیں؟}.الرعد (16).

اور شیطان تو انسان کو اللہ تعالی کی عبادت سے دور کرنے کے لیے بہت سے حیلے اور کوششیں کرتا ہے اور اس میں بتدریج اسے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، بعض اوقات تو اسے عبادت سے وقتی طور پر دور کرتا ہے جیسا کہ کوئی شخص معصیت اور گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، اسی کے بارہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا..." صحیح بخاری حدیث نمبر (2475) صحیح مسلم حدیث نمبر (57).

اور بعض اوقات شیطان اسے مکمل طور پر عبادت سے دور کر دیتا ہے اور اللہ تعالی اور بندے کے مابین جو تعلق ہوتا ہے اسے ختم کر کے رکھ دیتا ہے تو بندہ اللہ تعالی کے ساتھ شرک یا پھر کفر اور الحاد کا ارتکاب کرنا شروع کر دیتا ہے، اللہ تعالی اس سے بچا کر رکھے.

اور شیطان کی یہ عبادت بعض اوقات تو خواہشات کی پیروی ہوتی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا :

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا الہ اور معبود بنائے ہوئے ہے، کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟ الفرقان (43).

لھذا یہ شخص جو اپنی خواہش کے حکم کو مانتا اور اس پر عمل کرتا ہے جسے وہ اچھا اور بہتر دیکھتا ہے اس پر عمل پیرا ہو جاتا اور جسے اپنی رائے میں قبیح اور غلط خیال کرے اس ترک کر دیتا ہے، لھذا وہ اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے چلتا اور اس کا مطیع بن چکا ہے، وہ اسی چیز کی پیروی کرتا ہے جس کا حکم اس کا نفس دے گویا کہ وہ اس کی اس طرح عبادت کرتا ہے جس طرح ایک شخص اپنے الہ اور معبود کی عبادت کرے.

اور بعض اوقات روپے پیسے اور درہم و دینار کی عبادت ہوتی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"دینار اور درہم اور قمیص و لباس کا بندہ تباہ و برباد ہو جائے اگر تو اسے کچھ دے دیا جائے تو وہ خوش اور راضی ہوتا ہے اور اگر اسے کچھ نہ ملے تو ناراض ہوتا ہے، تباہ و برباد اور ہلاک ہو، اور جب اسے کانٹا چبھے تو اس کا کانٹا بھی نہ نکالا جائے...." الحدیث. صحیح بخاری حدیث نمبر (2887).

اور اسی طرح ہر وہ شخص جس کا دل اللہ تعالی کے علاوہ دوسری اشیاء اور نفس کی خواہشات سے معلق ہو چکا ہو اور ان سے محبت کرنے لگے اگر وہ خواہشات اسے حاصل ہو جائیں تو وہ راضی ہو جاتا ہے اور اگر ان کا حصول نہ ہو تو ناراض ہوتا ہے، لھذا ایسا شخص خواہشات کا بندہ اور غلام بن چکا ہے، کیونکہ حقیقی غلامی اور بندگی تو دل کی غلامی اور اس کی عبودیت ہے.

پھر جس قدران خواہشات کے پیچھے چلے اوران کی عبادت کرے گا یا بعض خواہشات کو مانے گا اس قدر ہی اس کی اللہ تعالی کے لیے عبودیت اور بندگی بھی کمزور ہوگی، اوراگراس کی ان خواہشات اور شہوات کی عبودیت مستحکم ہوحتیٰ کہ اسے کلیتا ہی دین سے روک دے تووہ شخص مشرک اور کافر ہے، اوراگر یہ خواہشات اور شہوات اسے بعض واجبات اور فرائض سے روک دیں یا پھر بعض حرام کاموں کواس کے مزین کرکے پیش کریں جن کا مرتکب دین اسلام سے خارج تونہیں ہوتا لیکن اپنے رب کے ساتھ عبودیت اور بندگی میں نقص ضرور پیدا ہوتا ہے اور یہ نقص اس قدر ہی ہوگا جس قدر اس سے رکے گا.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہم پراحسان کرتے ہوئے ہمیں مکمل طورپراپنی ہی بندگی کرنے کی توفیق سے نوازے اوراپنے مخلص اور نیک وصالح اوراولیاء اور مقرب بندوں میں سے بنائے، بلاشبہ وہ سننے والااور دعا کو قبول کرنے والا ہے.

اللہ تعالی ہی زیادہ جاننے والااور بہتر فیصلے کرنے والا ہے.

اللہ تعالی اپنے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کی آل اور صحابہ کرام پراپنی رحمتیں نازل فرمائے.

اس کی مزید تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ ضرور کریں.

مفاہیم ینبغی ان تصحح تالیف : محمد قطب (20-23، 174-182) اورالعبودیۃ تالیف : شیخ الاسلام ابن تیمیہ.

واللہ اعلم